

# تَسْقِيل وَتَبَصُّر

فیوضات حسینی، المعروف تحفہ ابراہیمیہ۔ تحفہ ابراہیمیہ تصرف کے سو منور پیر رسالہ ہے اداس کے مصنف شہر عالم دین مولانا حسین علی صاحب رحمہ و مغفوریں۔ اصل رسالہ فارسی میں ہے اداس کا رد درجمہ مولانا عبدالحیمد سواتی مہتمم مدرس نفرۃ العلوم گوجرالوالہ نے کیا ہے شروع میں مترجم نے ایک دو صفحات کا مقدمہ لکھا ہے۔

مولانا عبدالحیمد صاحب اس سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ اور انکے صاحبزادے شاہ رفیع الدین کے چند رسالے اردو میں ترجمہ کر کے شائع کر چکے ہیں۔ نیز نظر رسالہ تحفہ ابراہیمیہ کو بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ اس میں انہی مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ جن پر شاہ ولی اللہ اور شاہ رفیع الدین اٹھاہار جیال کر چکے ہیں۔

پہلے ہم اصل رسالے کو لیتے ہیں۔ یہ ان بحاظ پر مشتمل ہے:-

ذکر اداس کے متعلقات میں فضیلت ذکر، طریق ذکر وغیرہ، مطائف خمس درود شریعت حقیقت توسل دامداد، توجہ شیخ، تصور شیخ۔ اور پھر جزو کی بحث۔ آفریں مصنف نے اپنے آٹھ سلسلہ ہائے طریقت دیتے ہیں۔ اصل رسالہ مدد اردو ترجمہ صفحہ ۴۰۱ سے شروع ہو کر صفحہ ۴۰۲ پر ختم ہوتا ہے۔

مولانا مرحوم ذکر احمد درود شریعت کی اہمیت پر بہت زور دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

ترمذی نے حضرت الجہریہ سے روایت کیلئے کہ حضیرتی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا اور حضیرتی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ سمجھا تو یہ مجلس ان کے لئے باعث نعمان و حستر ہوگی۔ اگر اللہ چاہے تو ان کو سزادے اور چاہے تو معاف کر دے۔

اس کے بعد سولانا فرماتے ہیں :۔ اے برادر! جس طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مدد و مرت اور ہشیگر کرنی ضروری ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی مدد و مرت بھی ضروری ہے۔

صنعت علم نے مسئلہ وجود ہر بھی کافی لکھا ہے۔ اہم اس میں ان کاماءں علیہ مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ ہیں۔ آخر الذکر بزرگ کارشاد ہے و مصوفیہ یہاں یہ کہتے ہیں کہ عالم عین حق ہے۔ تو اس سے وجودات فاسدہ کی نقی نہیں کرتے ری ہیں کہتے ہیں کہ فارجی اشیا کا وجود ہی نہیں) بلکہ وہ یہ مراد ہے تھے کہ اشیاء کا لمبہ حق تعالیٰ سے ہے۔ اس کی وضاحت شاہ ولی اللہ صدر الیمن قتوی کے اس تول سے کرتے ہیں۔ یہ وجود مبسط مصادراً دل ہے۔ ذات الہی سے (اور عالم سب کا سب وجود مبسط میں متبعین ہے۔ ادیشیخ ابن عربی اسی پر اسم حق کے اطلاق کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

تطلب عنوث، ابدال وغیرہ کی کیا حقیقت ہے؟ سولانا مرحوم نے اس بارے میں لکھا ہے کہ قرآن، حدیث، اور اثرالاکھر اور بعضہ میں ان کا ذکر ہے تھا ملتا، لیکن اگر بعض بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کوئی فام نیفان ہوتا ہے تو اسے کوئی بھی نام دیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ اپنی واردات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

اہم پندرہ (سولانا حسین علی)، کہتا ہے کہ بہت سے خواجوں میں قلبیت کی بشارتیں میں نے اپنے حق میں دیکھی ہیں۔ خارج میں کچھ معلوم نہیں اہم اسی طرح قیومیت کی بشارتیں میں نے دیکھی ہیں اور میرے دستوں نے بھی میرے حق میں قیومیت کی بشارتیں دیکھی ہیں۔ خارج میں معلوم نہیں۔ اہم اسی طرح

پہت سے خوابوں میں سرد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضمیت بشارت ہے کہ گویا سرد کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آغوش رحمت میں ان کو لے لیا ہے۔ اور قطبیت کی بشارت تین دیکھی ہیں لیکن خارج میں اس کے متعلق کچھ علم نہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔۔۔۔۔

مولانا حسین علی صاحب مرحوم سے ہمارے ہاں کا دھن طبقہ جو صوفیوں اور پیروں کو مانتا ہے بہت نارام ہے۔ لیکن زیر نظر رسالہ میں جو کہ غالباً تقویٰ پر ہے مولانا مرعوم نے وجہت وجود کی جن طریق بحث فرمائی ہے وہ تو تمام صوفیہ کلام کے نقطہ نظر کے مطابق ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ مشائخ کلام کے نزدیک خارج میں سوائے وجود واحد کسی چیز کے نئے تحقیق اور ثبوت نہیں ہے اور کثرت وجود کیمی دیتی ہے ایسا کام کا دہم ہے یعنی وہی وجود واحد ہے، جو وجود بسط آئیہ میں کثرت تجلیات سے سمجھ لیا ہوا ہے۔

اس کے بعد مفت علام نے وجود بسط کے متعلق جو تمام موجودات کے اجماع پر پھیلا ہوا ہے۔ مشائخ کے اقوال میں ہے اور آخر میں بحث کو شاہ ولی اللہ صاحب کے اس بیان پر ختم کیا ہے۔

”میرے نزدیک حق پہلا مذہب (یہ وجود صادر ہے۔ ذاتِ الہیہ سے) ہے۔ کیونکہ وجودات فاصہہ کا احکام میں باہم ممتاز ہونا، اور ان مختلف اشیاء کا اپنے مقام پر ثبوت اجملی البدیہیات سے ہے۔ پس وہ تنزل جس سے یہ اشیاء کا وجود ماضی ہوتا ہے، لا محالہ یہ مرتبہ ثانیہ میں ہے۔“

لیکن ہوتا یہ ہے، میا کہ شاہ صاحب نے آدم بندی کے طریقہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ سالک کو اس قدر استغراق نام ہو جاتا ہے کہ وہ شہود کے غلبہ کے باعث اشیاء کو عین حق پاتا ہے۔

زیر تظر کتاب کا مولیٰ مقدمہ ٹارڈ پپ بھی ہے اور پہاڑ معلومات بھی۔ اور اس نے اصلی رسالہ کی افادیت اور اہمیت میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔ شروع میں صاحب رسالہ حضرت مولانا حسین علیؒ کے مالات زندگی میں۔ پھر دل مصلح میلانی کے ایک دوران قادہ قہقہے کا طالب علم جس کا تعلق ایک زینت لدھرنے سے ہے تمجیل علم کے نہدوستان کے ممتاز علماء کی خدمت میں پنچتالہے۔ اور دہان سے فارغ ہو کر اپنے قصبہ میں درس و تدریس کی مند بچھاتا ہے۔ اور تقریباً ساٹھ سال تک طالبان علم کو مستفیض فرماتا ہے۔ پھر درس و تدریس ان کا سب معاش کا ذریعہ نہ تھا۔ بلکہ وہ اپنی زینت لدھی کی آمدنی طلبہ پر صرف کرنے تھے انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ہم پلانے کیتی باڑی کرنے اور گھر کے دیگر کام بخاتم دینے میں بھی عام محسوس نہیں کرتے تھے۔“

مترجم مولانا سواتی نے مولانا مرحوم کی تفییفات کا اجمالی ذکر کیا ہے۔ اور اس سلطے میں یہ لکھنے سے باک نہیں کیا کہ آپ کو تفییف کے فن سے ذامِ نباہت نہ تھی۔ اس نے طرزِ تحریر اور لکھنے کا کوئی فاصلہ دلنشیں ڈھنگ نہیں کیا ہے۔“  
جاہم جو علمی تحقیقات آپ نے کی ہیں وہ بہت قیمتی ہیں۔“

اسی مختصر میں ایک کتاب بلغت الحیران فی ربط آیات القرآن کا جو مولانا مرحوم کی املاک میں ہے۔ ذکر کیا ہے، اور اس میں حضرت زینبؑ کے بارے میں مولانا مرحوم سے جو قول منسوب کیا ہے اس کی تردید کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس کتاب کی زبان بہت ناقص ہے۔

مترجم نے مولانا مرحوم کے تلامذہ اور مریدین کے بھی مختصر عالات دیئے ہیں اور بعض پر تنقید بھی کی ہے۔

لکھتے ہیں۔ حضرت مولانا حسین علیؒ کے بعض مختییں اپنے مزاجی تشدد کی وجہ سے بعض مسائل میں تشدد کا پہلو افتخار کر لیتے ہیں۔ مولانا مرحوم کے ایک فاصٹ اگر دکا ذکر کرنے ہوئے لکھا ہے۔ بعض مسائل میں آپ کی

تحقیقات اور طرزِ درش فی الجملہ تشدید پناہ ہے۔ جس کی وجہ سے تلامذہ کے اذہان پر تیزی کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر عدو دینہ اک کوفتا مُمْ نہیں رکھ سکتے۔“

مولانا سواتی کو مولانا حسین علی صاحب کے بعض شاگردوں سے یہ شکایت بھی ہے کہ وہ اپنی تحقیقات کو مولانا مر حوم کی طرف منسوب کرتے ہیں، جو صحیح نہیں۔ مولانا مر حوم کے ایک شاگرد جو ایک ماہنامہ میں تفسیر شائع کر رہے ہیں ان کے بارے میں مترجم نے لکھا ہے۔

”سبیت سی بائیں تفسیر میں مولانا علام اللہ فار صاحب اور احمد حسین شاہ صاحب (رسجاد) نے اپنی طرف سے بیان کی ہیں، جن کا حضرت مولانا حسین علیؒ کی طرف انتساب واقعہ کے فلاف ہو گا۔“

مولانا سواتی نے مولانا مر حوم کی بعض علمی تحقیقات سے اختلاف بھی کیا ہے۔ شلنگ ناز میں رفع سبابہ کے بارے میں مولانا مر حوم نے جو لکھا ہے مولانا سواتی کے تزدیک وہ تحقیق مرجو ہے۔ راجح پہلواس کے فلاف ہے۔

کتاب کے کوئی ۵ صفحوں میں رسالتہ تحفۃ ابراہیمیہ کے مباحث کی درضاعت کی گئی ہے۔ خاص طور سے مسئلہ وحدت الوجود پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ اور اس بارے میں مشہور بزرگوں کے اقوال نقل کئے ہیں۔ شہرمن امدادیہ سے حضرت حاجی امداد اللہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو ہے۔

”عبد در رب بیں عینیت اور عیریت دلزاں متحقق ہیں“

وہ ایک وجہ سے احمدیہ ایک وجہ سے ..... جاتا چاہیے، کہ عبد در رب بیں عینیت حقیقی لغوی کا جواعنة رکھے اور عیریت کا بھیع دجوہ انکار کرے وہ ملحد دزندیت ہے کیونکہ اس عقیدہ سے عابد دعیو دیا ہے

دشجوو کا کچھ فرق نہیں رہتا۔ احمدیہ غیر واقع ہے۔

لغوہ بالله من ذلك

ہیں اس سے پہلے مولانا عبدالمجید سواتی ماحب کے بعض تراجم اور دوسری  
حکایات دیکھنے کا الفاق ہوا ہے۔ ان کا یہ ترجمہ اور مقدمہ نہ صرف زبان اور  
اسلوب بیان کے اعتبار سے بلکہ مطالب کی ترتیب و تشریف کے لحاظ سے بھی  
ان کی پہلی کتابوں سے کہیں بہتر ہے۔ علماء کرام سے یہ عام شکایت ہے کہ جہاں  
انہیں اپنے مخصوص علوم میں تبحر ہوتا ہے وہان وہ تفہیف و تالیف میں  
خاص دستگاہ نہیں رکھتے۔

مولانا عبدالمجید سواتی نے بہت حد تک یہ شکایت دور کر دی ہے۔ کافی  
دقیق مومنوں پر ہونے کے باوجود اس کتاب کا اسلوب کافی روان ہے، اور  
اس کے مطالعہ میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

کتاب بڑے اہتمام سے پھاپی گئی ہے۔ کاغذ، کتابت اور طباعت  
بڑی اچھی ہے۔ کتاب مجلد ہے۔ اور دیدہ زیب ہے۔

قیمت - پانچ روپے

ملنے کا پتہ : ۱) مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ

۲) شعبہ نشر و اشاعت الجماعت اسلامیہ گلہر فیلم گوجرانوالہ

(م-س)